تقسیم میراث کی اہمیت واصلاح رسوم

مفتی ابورفیدہ عارف محمود

استاذ ورفیق شعبہ تصنیف وتالیف جامعہ فاروقیہ کراچی

فطرت انسانی:

انسان کی فطرت اگر زندہ ہو، اوراس میں غور وفکر کی صلاحیت موجود ہو تو اسے جگانے اور حرکت میں لانے کے لئے ایک جملہ اور ایک بول بھی کافی ہو جاتا ہے، لیکن اگر انسان کی فطرت مردہ ہو چکی ہو، بصارت وبصیرت پر کفر وعصیان کے پردے پڑے ہوئے ہوں تو پھر انسان کو بیدار کرنے اور حرکت میں لانے کے لئے تحریر کے سینکڑوں دفاتر، اور ہزاروں بیانات اور کائنات میں موجود لاتعداد مظاہر قدرت بھی ناکافی پڑ جاتے ہیں۔

آفاق وانفس میں خالق کائنات نے بے شمار دلائل وحدانیت اور آیات وبراہین برائے ہدایت ودیعت فرمائے ہیں، اگر انسان صرف اپنی خلقت میں غور وفکر کرے کہ ایک زمانہ وہ تھا جب اس کی ذات کا کوئی وجود نہ تھا، وہ معدوم تھا، اللہ جل شانہ نے اپنی قدرت کاملہ سے اسے وجود بخشا، رحم مادر سے لے کر ماں کی آغوش تک اور وہاں سے لے کر قبر کی گود تک، تمام مراحل میں اس کی تمام ضرورتوں کو پورا کرنے کا مکمل انتظام فرمایا، انسان کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں، کسی طرح کا کوئی کمال نہیں، یہ تو محض اس رحیم وکریم آقا کی مہربانی، انعام واحسان ہے۔

اسباب زندگی:

انسان کی ضرورتیں عام طور سے دارالاسباب میں مال وزر سے مربوط ہیں، مال ودولت انسانی تقاضوں کو پورا کرنے کا ایک بہترین ذریعہ اور سبب ہے، اس لئے فطری طور پر انسان کی طبیعت میں مال کی محبت پائی جاتی ہے، اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس لئے اس نے انسان کو نہ صرف حلال طریقے سے کمانے کی اجازت دی ہے، بلکہ اس کی باقاعدہ ترغیب ارشاد فرمائی ہے، مال کمانے کے حلال ذرائع بتلائے ہیں، اس کے احکام کی وضاحت کی ہے، حرام ذرائع کی نشاندہی کی ہے، پھر حلال وحرام کی تمام تفصیلات سے آگاہ کرنے کے بعد حلال اموال سے متعلق حقوق واجبہ ونافلہ بتلائے، مال سے متعلق حقوق اللہ اور حقوق الناس دونوں کو واضح کیا اور ان حقوق کی ادائیگی کا حکم دیا۔

تہذیب جدید اور جاہلی تہذیب میں مماثلت:

آج کا انسان جو تہذیب یافتہ اور روشن خیال ہونے کا دعویدار ہے، مادی ترقی میں زمینوں کو تہہ وبالا کرنے کے بعد آسمانوں کی تسخیر کے خواب دیکھ رہا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ جتنی زیادہ تسخیر کائنات ہوتی جارہی ہے انسان اتنا ہی زمانہ جاہلیت کے قریب سے قریب تر ہوتا جارہا ہے، جاہلیت کی تہذیب وتمدن کو روشن خیالی اور ترقی کا جامہ پہنا کر اپنایا جارہا ہے، حضرت مولانا ذکی کیفی مرحوم نے کیا خوب فرمایا:

جس قدر تسخیر خورشید و قمر ہوتی گئی
زندگی تاریک سے تاریک تر ہوتی گئی

کائنات ماہ وانجم دیکھنے کے شوق میں
اپنی دنیا سے یہ دنیا بے خبر ہوتی گئی

زمانہ جاہلیت میں لوگ جس طرح کفر وشرک میں مبتلا تھے، طرح طرح کی ظالمانہ رسمیں رائج تھیں، غلاموں پر بے جا تشدد کرنا، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا، یتیموں اور بیواؤں کا مال ہڑپ کرجانا، اور عورتوں کو ان کے جائز حقوق سے بھی محروم کرنا عام تھا، اسی طرح اس وقت آج کے تہذیب یافتہ دور کی طرح یہ بھی رائج تھا مرنے والے کا مال صرف اور صرف وہ مرد لیتے تھے جو جنگ کے قابل ہوں، باقی ورثا، یتیم بچے ، عورتیں، روتے اور چلاتے رہ جاتے، ان کے قوی طاقتور چچا اور بھائی ان کی

آنکھوں کے سامنے تمام مال ومتاع پر قبضہ جمالیا کرتے تھے۔

بعثت نبوی ﷺ کے نتائج:

حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے جہاں کفروشرک کافور ہوا اور دیگر تمام باطل رسموں کی اصلاح ہوئی، اسی طرح یتیموں کے مال اور عورتوں کے حقوق ومیراث کے سلسلے میں بھی تفصیلی احکامات نازل ہوئے، دنیائے انسانیت جاہلی تہذیب سے نکل کر اسلام کے پاکیزہ معاشرت میں زندگی گزارنے لگی۔

اسباب میراث:

زمانہ جاہلیت میں جن اسباب کی وجہ سے آدمی کو میراث ملتی تھی، ان میں ایک سبب ''نسب'' تھا، دوسرا ''معاہدہ'' (یعنی ایک دوسرے سے خوشی وغم میں تعاون کرنا، ایک مرے گا تو دوسرا اس کا وارث بنے گا، اس بات کا معاہدہ کیا جاتا تھا) تیسرا سبب ''متبنیٰ'' (یعنی منہ بولا بیٹا) وارث بنتا تھا، اس کے علاوہ ابتدائے اسلام میں ان اسباب کے ساتھ ساتھ مواخات وہجرت کی وجہ سے بھی میراث میں حصہ تھا، جو حقیقت میں معاہدہ کی ایک صورت تھی۔

وصیت کا حکم:

اللہ رب العزت حکیم وعلیم ذات ہے، چونکہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے حالات سے پوری طرح واقف وباخبر ہے، اس لئے اپنی حکمت وعلم کے پیش نظر زمانہ جاہلیت کے رسموں کے اصلاح کے سلسلے میں تدریجاً احکامات نازل فرمائے، اس سلسلے میں سب سے پہلے یہ حکم نازل فرمایا کہ ہر شخص موت سے پہلے اپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لئے اپنی رائے سے مناسب وصیت کرے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" کتب علیکم اذاحضر احدکم الموت ان ترک خیر الوصیۃللوالدین والاقربین بالمعروف "
(البقرۃ: ۱۸۰) .

ترجمہ:...... " تم پر یہ بات لکھ دی گی ہے کہ جب تم میں سے کسی کے موت کا وقت آئے تو وہ مال کے بارے میں بھلائی سے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لئے وصیت چھوڑ جائے، جن کو خدا کا خوف ہے ان کے ذمہ یہ ضروری ہے " ۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیان القرآن (۱:۱۱۵) میں اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

" شروع اسلام میں جب تک میراث کے حصے شرع سے مقرر نہ ہوئے تھے یہ حکم تھا کہ ترکہ کے ایک ثلث تک مردہ اپنے والدین اور دوسرے رشتہ داروں کو جتنا مناسب سمجھے بتلا جاوے، اتنا تو ان لوگوں کا حق تھا، باقی جو کچھ رہتا وہ سب اولاد کا حق ہوتا تھا، اس آیت میں یہ حکم (یعنی وصیت)....

اس حکم کے تین جزؤ تھے، ایک بجز اولاد کے دوسرے ورثہ کے حصص وحقوق ترکہ میں معین نہ ہونا، دوم ایسے اقارب کے لئے وصیت کا واجب ہونا، تیسرے ثلث مال سے زیادہ وصیت کی اجازت نہ ہونا، پس پہلا جزؤ تو آیت میراث سے منسوخ ہے، دوسرا جزؤ حدیث سے جو کہ مؤید بالا جماع ہے منسوخ ہے، اور وجوب کے ساتھ جواز بھی منسوخ ہوگیا یعنی وارث شرعی کے لئے وصیت مالیہ باطل ہے، تیسرا جزؤ اب بھی باقی ہے، ثلث سے زائد میں بدوں رضا ورثہ بالغین کے وصیت باطل ہے"۔

وصیت کے بارے میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" **ماحق امرءٍ مسلم له شئ يوصى فيه يبيت ليلتين الا ووصيته مكتوبةعنده"(صحيح بخارى ، كتاب الوصايا، باب الوصاياوقول النبى ﷺ:وصية الرجل مكتوبة عنده " .(رقم الحديث:٢٥٨٧).**

ترجمہ:...... کسی بھی مسلمان کے پاس کوئی چیز ہو جس کی وصیت کرنا ہو تو اس کے لیے یہ بات ٹھیک نہیں کہ دو راتیں گذر جائیں اور اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی نہ ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" **من مات على وصيته مات على سبيل و سنّةومات على تُقى وشهادةومات مغفوراً له"(سنن ابن ماجه، كتا ب الوصايا ،باب:الحث على الوصية، " . (رقم الحديث: ٢٧٠١).**

ترجمہ:...... " جس شخص کو وصیت پر موت آئی (یعنی وصیت کر کے مرا) وہ صحیح راستہ اور سنت پر مرا، اور تقوی اور شھادت پر مرا، اور بخشا ہوا ہونے کی حالت میں مرا "۔

وصیت کے حوالے سے بتدریج احکامات نازل ہوئے ان پر عمل ہوتا گیا تو پھر میراث کے حوالے سے تدریجاً احکامات نازل ہونا شروع ہوئے، اس سلسلے میں سب سے پہلا حکم یہ نازل ہوا کہ میراث جیسے مردوں کا حق ہے، اسی طرح عورتوں کا بھی حق ہے، چنانچہ اللہ تعالی کا یہ ارشاد گرامی نازل ہوا:

" **للرجا ل نصيب مما ترک الوالد ان والاقربون وللنساء نصيب مما ترک الوالدان والاقربون مما**

قل منه او كثر نصيباً مفروضاً " . (النساء:۷).

ترجمہ:...... " مردوں کے لئے بھی حصہ ہے اس (مال) میں جو ماں باپ اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائے، خواہ وہ چیز کم ہو یا زیادہ، حصہ بھی ایسا جو قطعی طور پر مقرر ہے " ۔

اس آیت کے نازل ہونے کا پس منظر کچھ یوں ہے، تفسیر قرطبی میں ہے کہ حضرت اوس بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو انہوں نے پسماندگان میں اہلیہ ام کجہ اور تین بیٹیاں چھوڑیں، حضرت اوس بن ثابت کے چچازاد بھائی سوید اور عرفجہ جو ان کے وصی بھی تھے، انہوں نے سارا مال خود لے لیا اور ام کجہ اور حضرت اوس رضی اللہ عنہ کی بیٹیوں کو جائیداد میں حصے سے محروم کر دیا، مظلوموں کا ماوی اور ملجا حضور اقدس ﷺ کے علاوہ کون تھا؟ چنانچہ ام کجہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور سارا ماجرا عرض کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: اپنے مکان لوٹ جاؤ، جب تک اللہ کی طرف سے کوئی فیصلہ نہ آئے تم صبر کرو، فانزل الله هذه الاية، اللہ نے مذکورہ آیت نازل فرمایا۔

اللہ تبارک وتعالی نے اجمالی طور سے اس آیت میں زمانہ جاہلیت کے اس عمل کی نفی فرمائی اور میراث میں عورتوں کا حصہ ہونے کا حکم بھی ارشاد فرمایا کہ میراث صرف مردوں کا حق نہیں، بلکہ اس میں عورتوں کا بھی حق ہے، اس آیت کے نازل ہونے پر حضور ﷺ نے سُوید اور عرفجہ کو حکم دیا کہ اللہ تعالی نے میراث میں عورتوں کا بھی حصہ مقرر فرمایا ہے، لہذا تم اوس بن ثابت کے مال کو بحفاظت رکھنا، اس میں سے کچھ خرچ نہ کرنا۔

تفسیر مظہری میں ہے کہ اس واقعہ کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا اور عورتوں کا حصہ ابھی تفصیلی طور سے بیان نہیں کیا گیا تھا، دوسرا واقعہ پیش آیا، تین ھجری احد کی لڑائی میں جلیل القدر صحابی سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، ان کی شہادت پر حسب دستور بھائیوں نے تمام مال وجائیداد پر قبضہ کر لیا اور ان کی اہلیہ اور دو بیٹیوں کو میراث سے محروم کر دیا، حضرت سعد کی اہلیہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں آکر واقعہ بیان کیا کہ سب مال ان کے چچا نے لیا ہے، حضور ﷺ نے ان کو بھی یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ صبر کرو عنقریب اللہ تعالی اس بارے میں کوئی فیصلہ فرما دیں گے۔

میراث کے تفصیلی احکامات:

تفسیر قرطبی، مظہری اور روح المعانی میں ہے کہ اس واقعہ کے بعد اللہ تعالی نے عورتوں اور لڑکیوں کا حصہ بیان کرنے کے لئے اس آیت کو نازل فرمایا:

" یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین..... " . (النساء: ۱۱).

ترجمہ:...... " اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے حکم دیتا ہے کہ ایک لڑکے کو دو لڑکیوں جتنا حصہ ملے گا " ۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے والدین کو صاف صراحتاً حکم دیا ہے کہ جس طرح میراث میں بیٹوں کا حق ہے اسی طرح بیٹیوں کا بھی حق ہے، اس آیت کے نازل ہونے پر حضور اکرم ﷺ حضرت سعد کے بھائی سے کہلوایا کہ اپنے بھائی کے مال میں سے دو ثلث لڑکیوں کو اور آٹھواں حصہ ان کی بیوہ کو دو، اور باقی مال تمہارا ہے، اسلام کے قاعدہ میراث کے مطابق سب سے پہلے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی میراث تقسیم ہوئی۔

زمانہ حیات میں مال و جائیداد کی تقسیم:

بعض حضرات اپنی زندگی ہی میں اپنا مال و جائیداد اولاد و اقربا میں تقسیم کر دیتے ہیں، عام طور سے دیکھنے میں آیا ہے کہ صرف بیٹوں کو حصہ دیا جاتا ہے اور بیٹیوں اور بیوی کو محروم کر دیا جاتا ہے، جب کہ بعض بیٹیوں کو حج کروانے کا لالچ دے کر حصہ سے محروم رکھتے ہیں، ان لوگوں کو حالت صحت میں اگر چہ مال میں تصرف کا مکمل اختیار ہے، لیکن یاد رہے ان کا یہ عمل اسلامی تعلیمات اور اس روح و مقتضیٰ کے خلاف ہے، چنانچہ امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بنو سلمہ میں میری عیادت کے لئے تشریف لائے، مجھ پر بے ہوشی طاری تھی، آپ ﷺ نے پانی منگوایا، وضو فرمایا اور کچھ چھینٹیں مجھ پر مارا، مجھے کچھ افاقہ ہوا، میں نے پوچھا میں اپنا مال کیسے تقسیم کروں؟ ترمذی شریف کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

" کیف أقسم مالی بین ولدی ؟ " .

میں اپنی اولاد کے درمیان اپنا مال کیسے تقسیم کروں؟ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

" یوصیکم اللہ فی اولادکم.....الخ " .

(صحیح بخاری، کتاب الجمعہ، باب: من انتظر حتی تدفن، رقم: ۴۵۷۷، صحیح مسلم، کتاب الفرائض، باب: میراث الکلالۃ، رقم: ۴۲۳۱، سنن ترمذی، کتاب الفرائض، باب: میراث البنین مع البنات، رقم: ۲۰۹۶).

اس آیت میں والدین کو حکم دیا گیا ہے کہ لڑکوں کی طرح لڑکیوں کو بھی مال میں سے حصہ دو۔ مشکوٰۃ شریف کی ایک صحیح

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ بعض لوگ تمام عمر اطاعت خداوندی میں مشغول رہتے ہیں، لیکن موت کے وقت وارثوں کو ضرر پہنچاتے ہیں یعنی کسی شرعی عذر اور وجہ کے بغیر کسی حیلے سے یا تو حقداروں کا حصہ کم کردیتے ہیں، یا مکمل حصے سے محروم کردیتے ہیں، ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ سیدھے جہنم میں پہنچادیتا ہے۔

قارئین کرام! غور فرمائیں! میراث کے بارے میں اللہ کے ایک حکم کے سلسلے میں حیلے بہانوں سے کام لینے والوں کی تمام عمر کی عبادتیں، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، تبلیغ اور دیگر اعمال ضائع ہونے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے، بلکہ ایسے شخص کے بارے میں جہنم کی سخت وعید بھی وارد ہوئی ہے، سنن سعید بن منصور کی روایت میں حضورﷺ کا ارشاد گرامی ان الفاظ میں مروی ہے:

" من قطع میراثاًفرضہ اللہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ

(رقم: ۲۵۸).

جو شخص اپنے مال میں سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ وارث کو محروم کرے اللہ تعالیٰ اس کو جنت سے محروم کردیتے ہیں۔

عورتوں کا حصہ بیان کرنے میں قرآن کا اسلوب:

معزز قارئین! آپ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں غور فرمائیں "للذکر مثل حظ الانثیین" یعنی لڑکے کو دو لڑکیوں جتنا حصہ ملے گا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے: " للانثیین مثل حظ الذکر " نہیں فرمایا کہ دو لڑکیوں کو ایک لڑکے جتنا حصہ ملے گا، علامہ آلوسیؒ نے روح المعانی میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے " للذکر مثل حظ الانثیین " فرمایا، اس کی وجہ یہ ہے اہل عرب صرف لڑکوں کو حصہ دیا کرتے تھے، لڑکیوں کو نہیں دیتے تھے، ان کی اس عادت سیہ پر رد اور لڑکیوں کے معاملے میں اہتمام کے لئے فرمایا کہ لڑکے کو دو لڑکیوں جتنا حصہ ملے گا، گویا یہ فرمایا کہ صرف لڑکوں کو حصہ دیتے ہو، ہم نے ان کا حصہ دگنا کردیا ہے لڑکیوں کے مقابلے میں، لیکن لڑکیوں کو بھی حصہ دینا ہوگا، ان کو میراث سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ احکام القرآن میں اس آیت کے بارے فرماتے ہیں:

" ھذہ الآیۃ رکن من ارکان الدین وعمدۃ من عمد الدین وامّ من امّھات الآیات ، فان الفرائض عظیمۃالقدر ،حتی انھا ثلث العلم "

یہ آیت (یوصیکم اللہ فی اولادکم)

ارکان دین میں سے ہے اور دین کے اہم ستونوں میں سے ہے اور امہات آیات میں سے ہے اس لئے کہ

فرائض (میراث) کا بہت عظیم مرتبہ ہے، یہاں تک کہ یہ ثلث علم ہے۔

اس آیت کریمہ میں میراث کے احکام بیان فرمانے کے بعد، اس کے اخیر میں اللہ تعالی نے یہ ارشاد فرمایا:

" تلک حدود الله "

یہ میراث کے احکام اللہ تعالی کے بیان کردہ حدود ہیں، ان حدود پر عمل کرنے والوں کے لئے بطور انعام وجزا کے فرمایا:

" من یطع الله ورسوله یدخله جنٰت تجری من تحتها الانهٰر خالدین فیها وذالک الفوز العظیم ".

ترجمہ:...... " جو اللہ اور اس کے رسول کی اس (میراث) کے حوالے سے اطاعت کرے گا اللہ تعالی اسے ایسی جنت میں داخل فرمائینگے جس کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہینگے، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے "۔

میراث کے سلسلے میں اللہ کے بیان کردہ احکامات پر عمل نہ کرنے والوں کے لئے آگ اور ذلت کا عذاب ہوگا، ارشاد ربانی ہے:" ومن یعص الله ورسوله ویتعدّ حدوده یدخله ناراً خالداً فیها وله عذاب مهین ".

ترجمہ:...... " جو اس میراث کے حوالے سے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کے بیان کردہ حدود سے تجاوز کرتا ہے اللہ اس کو آگ میں داخل کردیں گے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے ذلت آمیز عذاب ہوگا "۔

جاہلانہ طرز عمل:

بیٹوں کو حصہ دے کر بیٹیوں کو محروم کرنا، یا بھائی اور چچا وغیرہ کا خود لے کر عورتوں کو محروم کرنا یہ زمانہ جاہلیت کے کفار کا طرز عمل ہے، حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دارالعلوم دیوبند نے "مفید الوارثین" میں لکھا ہے کہ اللہ تعالی کے واضح اور صریح حکم کو پس پشت ڈال کر ایک کافرانہ رسم پر عمل کرنا کوئی معمولی خطا نہیں ہے، نہایت سرکشی اور اعلی درجہ کا جرم ہے، بلکہ کفر تک پہنچ جانے کا اندیشہ ہے۔

یاد رہے کہ میراث کا علم شریعت میں نہ صرف مطلوب ہے، بلکہ اس کی بہت زیادہ اہمیت بھی ہے، حضور اقدس ﷺ نے اسے نصف علم قرار دیا ہے، دار قطنی میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

" تعلموا الفرائض وعلموه الناس، فانه نصف العلم، وهو اول شئ ینسی وهو اول شئ

ینتزع من امتی " (کتاب الفرائض رقم: ۱).

ترجمہ:...... " اے لوگو! فرائض (میراث) کے مسائل سیکھو، بے شک وہ نصف علم ہے اوروہ (میراث کا علم) سب سے پہلے بھلایا جائے گا اوروہ سب سے پہلے میری امت سے اٹھایا جائے گا

بہت سارے دیندار کہلانے والے لوگ جونماز، روزہ اور دیگر اسلامی احکام کے پابند تو ہوتے ہیں، ان کو ادھر اُدھر بہت ساری باتیں، قصے، کہانیاں تو یاد رہتی ہیں، لیکن میراث کا کوئی ایک مسئلہ بھی ان کو معلوم نہیں، یہ انتہائی درجہ غفلت کی بات ہے، اللہ تعالی ہم سب کو اس غفلت سے محفوظ رکھے۔

ورثاء کے لئے مال چھوڑنا:

یہ بات یاد رکھیں کہ اپنی اولاد اور ورثاء کے لئے مال چھوڑنا بھی ثواب کا کام ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں فتح مکہ والے سال ایسا بیمار ہوا کہ یہ محسوس ہوتا تھا کہ گویا ابھی موت آنے والی ہے، حضرت رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے، تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس بہت سامال ہے، میری صرف ایک ہی بیٹی کو میراث کا حصہ پہنچتا ہے، تو کیا میں اپنے پورے مال کی وصیت کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: آدھے مال کی وصیت کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: تہائی مال کی وصیت کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تہائی کی وصیت کرسکتے ہو اور تہائی بھی بہت ہے، پھر فرمایا:

" ان تدع ورثتک اغنیاءً، خیراً من ان تدعهم عا لة یتکفّفون الناس فی ایدیهم "

تم اپنے ورثاء کو مالداری کی حالت میں چھوڑ جاؤ یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انھیں تنگدستی کی حالت میں چھوڑ دو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔

(صحیح بخاری، کتاب الجمعه، باب: ان یترک ورثته اغنیاء خیر من ان یتکففوا الناس، رقم: ۲۷۴۲).

آخر میں ایک دفعہ مکرر یہ گزارش ہے کہ یتیموں، عورتوں، اور بیٹیوں کو میراث اور جائیداد میں حصے سے محروم کرنا بہت بڑا جرم ہے اور گناہ ہے، قانون خداوندی سے بغاوت کے مترادف ہے، اس بارے میں کسی قسم کی حیلوں اور بہانوں کا سہارا نہ لیا جائے، بلکہ جو شرعی حصہ داروں کا حق بنتا ہے وہ ان کے سپرد کردیا جائے، ہاں اگر اپنے حصہ پر قبضہ کرنے کے بعد وہ اپنی رضا ورغبت سے کچھ، یا سارا کسی کو دینا چاہے تو اس کے لئے لینا جائز ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں پورے دین پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور میراث کے حوالے سے پائی جانے والی غفلتوں سے درگزر فرما کر اس کے ازالے کی ہمت عطا فرمائے ، امت مسلمہ کی تمام پریشانیوں اور مشکلات کو آسانیوں اور عافیت میں بدل دے۔ (آمین)۔

......☆☆☆☆☆......

امام ابوحنیفہؒ کی محدثانہ حیثیت

مجموعہ مقالات

ترتیب:۔مولینا سید نصیب علی شاہ الہاشمیؒ

کتاب کے اہم ابواب:۔ تدوین فقہ کی اہمیت وضرورت ☆ فقہ حنفی کی ترجیحات وامتیازی خصوصیات ☆ بڑے بڑے اولیاء کرام فقہ حنفی کے پابند رہے ☆ ترویج فقہ حنفی ، سب کا علم دو میں ☆ فقہ حنفی کی بنیاد اور اساس ☆ امام بخاریؒ کے بائیس ثلاثیات فقہ حنفی کی مرہون منت ہیں ☆ امام اعظم کی رائے تشریح حدیث ہے ☆ عملی زندگی سے مطابقت ☆ اکثر سلاطین اسلام فقہ حنفی کے گرویدہ تھے ☆ اراکین مجلس تدوین فقہ حنفی تمام امام بخاریؒ امام مسلمؒ کے شیوخ تھے۔ اور بہت کچھ

ہر گھر ، لائبریری کی ضرورت۔ علماء طلباء کی اولین پسند

معیاری جلد ، کمپیوٹر کمپوزنگ ، اعلیٰ کاغذ

صفحات:147 ہدیہ: 140 روپے

رابطہ نمبر:0302-35240251

......☆☆☆☆☆......